# 70438 ـ حیض كے احكام

**سوال**

عورت كو حیض آنے كے نتیجہ میں كیا احكام مرتب ہوتے ہیں ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد لله.

حیض كے احكام بیس سے بھی زیادہ ہیں، ان میں سے اہم احكام یہ ہیں:

اول: نماز:

حائضہ عورت كے لیے نفلی یا فرضی نماز كی ادائیگی حرام ہے، اور اگر وہ ادا بھی كرے تو صحیح نہیں ہوگی، اسی طرح نماز اس پر فرض نہیں، لیكن اگر وہ نماز كے وقت میں سے ایك ركعت كی ادائیگی كی مقدار پالے تو اس وقت اس پر نماز فرض ہوگی، چاہے اس نے اول وقت پا لیا ہو یا آخر وقت.

اول وقت كی مثال:

ایك عورت كو غروب شمس كے ایك ركعت كی مقدار كے بعد حیض آیا تو اس پر مغرب كی نماز فرض ہوگی، اور بعد میں وہ اس كی قضاء كرےگی كیونكہ اس نے نماز كے وقت میں سے حیض آنے سے قبل ایك ركعت كی مقدار پالی تھی.

آخری وقت كی مثال:

ایك عورت طلوع شمس سے ایك ركعت كی مقدار قبل طہر آیا اور وہ پاك صاف ہو گی تو اس پر نماز فجر واجب ہوگی اور وہ غسل كر كے اس نماز كو ادا كرےگی كیونكہ اس نے فجر كی نماز سے ایك ركعت كا وقت پا لیا تھا.

لیكن اگر حائضہ عورت كو اتنا وقت ملے جس میں ایك ركعت كی ادائیگی نہیں ہو سكتی، مثلا پہلی مثال میں اسے غروب آفتاب كے ایك لحظہ بعدحیض آئے، اور دوسری مثال میں طلوع شمس سے ایك لحظہ قبل طہر آئے تو اس پر نماز واجب نہیں.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے نماز کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی "

متفق علیہ.

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ: جس نے ایک رکعت نہ پائی اس نے نماز کو نہیں پایا.

رہا مثلا ذکر و اذکار اور تسبیحات اور کھانے وغیرہ کی دعائیں پڑھنا، اور حدیث اور فقہ، اور دعا کرنا اور آمین کہنا، قرآن مجید کی تلاوت سننا، یہ سب کچھ حائضہ عورت کے لیے حرام نہیں.

صحیحین اور دوسری احادیث کی کتابوں میں مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی گود میں ٹیك لگا قرآن مجید کیا کرتے تھے، اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا حالت حیض میں ہوتی تھیں.

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

" نوجوان بالغ اور کنواری اور حیض والی عورتیں بھی نکلیں - یعنی نماز عیدین کے لیے - اور انہیں خیر اور مؤمنوں کی دعاء میں شریك ہونا چاہیے، اور وہ نماز والی جگہ سے علیحدہ رہیں "

اور حائضہ عورت کا خود قرآن مجید کی تلاوت کرنے کے متعلق یہ ہے کہ اگر تو صرف آنکھ سے دیکھ کر اور دل کے ساتھ تدبر کرتے ہوئے لیکن زبان سے ادائیگی نہ ہو تواس میں کوئی حرج نہیں، مثلا قرآن مجید کسی رحل پر رکھ کر اسے دیکھ اور دل میں پڑھے، تو " شرح المھذب " میں امام نووی کہتے ہیں کہ بلا خلاف یہ جائز ہے.

لیکن اگر زبان سے ادائیگی کے ساتھ قرآت کرنا جمہور علماء کرام کے ہاں ممنوع اور ناجائز ہے.

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر کہتے ہیں کہ: یہ جائز ہے، اور امام مالك اور شافعی رحمہما اللہ سے قدیم قول بیان کیا جاتا ہے جو فتح الباری میں بیان ہوا ہے، اور امام بخاری نے ابراہیم النخعی سے تعلیقا بیان کیا ہے کہ: آیت کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ " الفتاوی " میں کہتے ہیں:

قرآن و سنت میں اسے منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں، اور یہ حدیث:

" حائضہ اور جنبی قرآن نہ پڑھیں " محدثین کے ہاں بالاتفاق ضعیف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں

عورتوں کو حیض آیا کرتا تھا، اگر نماز کی طرح قرآت بھی ان کے لیے حرام ہوتی ہو تو اسے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لیے بیان کر دیتے، اور امہات المؤمنین کو اس کا علم ہوتا، اور لوگوں میں اسے نقل کیا جاتا.

اس لیے جب کسی نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نہی نقل نہیں کی تو یہ علم ہوتے ہوئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا اسے حرام کرنا جائز نہیں، اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیض والی عورتوں کی کثرت کے باوجود منع نہیں فرمایا تو یہ حرام نہیں. انتہی.

اہل علم کے نزاع کا علم ہو جانے کے بعد یہ کہنا چاہیے کہ:

حائضہ عورت کے لیے اولی اور بہتر یہی ہے کہ وہ قرآن مجید بغیر ضرورت زبان کے ساتھ نہ پڑھے، مثلا اگر کوئی مدرسہ اور معلمہ ہے اور اسے تعلیم حاصل کرنے والوں کی پڑھانے کی ضرورت ہے، یا امتحانات ہوں اور معلمہ کو امتحان کی بنا پر پڑھنے کی ضرورت پیش آئے تو جائز ہے.

دوسرا حکم: روزے:

حائضہ عورت کے لیے نفلی اور فرضی روزہ رکھنا حرام ہے، اور اگر رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں، لیکن فرضی روزہ کی قضاء میں حیض کے بعد روزے رکھنا ہونگے، اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

" یہ ۔ یعنی حیض ۔ ہمیں بھی آیا کرتا تھا، تو ہمیں روزوں کی قضاء کا حکم دیا جاتا، اور نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا "

متفق علیہ.

اور اگر روزے کی حالت میں حیض آ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا، چاہے مغرب سے کچھ منٹ قبل ہی آئے، اور اگر یہ روزہ فرضی ہو تو اس پر اس دن کے روزہ کی قضاء ہوگی.

لیکن اگر مغرب سے قبل حیض آنا محسوس ہو لیکن آئے غروب شمس کے بعد تو اس کا روزہ مکمل ہے، اور صحیح قول کے مطابق اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا، کیونکہ پیٹ کے اندر والے خون کا کوئی حکم نہیں، اور اس لیے بھی کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرد کی طرح عورت کے احتلام کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیا اس پر بھی غسل ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

" جی ہاں، جب وہ عورت پانی دیکھے "

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کو منی دیکھنے پر معلق کیا ہے، نہ کہ منتقل ہونے پر، تو حیض بھی اسی طرح ہے، اس کے احکام حیض دیکھنے پر لاگو ہونگے نہ کہ منتقل ہونے پر.

اور اگر حالت حیض میں طلوع فجر ہو جائے تو اس دن کا روزہ صحیح نہیں ہوگا چاہے، چاہے طلوع فجر کے ایك منٹ بعد ہی طہر آئے.

اور اگر طلوع فجر سے قبل طہر آ جائے اور اس نے روزہ رکھ لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے، چاہے ابھی اس نے غسل فجر کے بعد ہی کیا ہو، اس جنبی شخص کی طرح جس نے روزے کی نیت جنبی حالت میں ہی کی اور غسل طلوع فجر کے بعد کر لیا تو اس کا روزہ صحیح ہے.

کیونکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماع کی بنا پر جنبی حالت میں صبح کرتے اور پھر رمضان کا روزے رکھتے تھے "

متفق علیہ.

تیسرا حکم:

بیت اللہ کا طواف کرنا:

حیض والی عورت کے لیے بیت اللہ کا نفلی یا فرضی طواف کرنا حرام ہے اور اگر کرے گی تو اس کا یہ طواف صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کوحیض آنے کی صورت میں فرمایا تھا:

" جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی وہی عمل کرو، لیکن پاك صاف ہونے سے قبل بیت اللہ کا طواف نہیں کرنا "

اور اس کے علاوہ باقی اعمال مثلا صفا مروہ کی سعی، وقوف عرفات، مزدلفہ اور منی میں رات بسر کرنا، جمرات کو کنکریاں مارنا وغیرہ حج اورعمرہ کے دوسرے اعمال اس پر حرام نہیں ہیں.

اس بنا پر اگر کسی عورت نے پاکی کی حالت میں طواف کیا اور پھر طواف کے فورا بعد حیض شروع ہو گیا، یا پھر سعی کے دوران حیض آ گیا تو اسمیں کوئی حرج نہیں.

چوتھا حکم:

طواف وداع کا ساقط ہونا:

اگر عورت نے حج اور عمرہ کے سارے اعمال مکمل کر لیے ہوں، اور پھر اپنے ملك جانے سے قبل اسے حیض آجائے اور جانے تك حیض ختم نہ ہو تو وہ طواف وداع کے بغیر ہی چلی جائے.

اس کی دلیل ابن عباس کی درج ذیل حدیث ہے:

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ:

" ان کا آخری کام بیت اللہ کا طواف ہو "

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کر دی "

متفق علیہ.

لیکن حج اور عمرہ کا طواف حائضہ عورت سے ساقط نہیں ہوگا، بلکہ طہر آنے کے بعد اسے طواف کرنا ہوگا.

پانچواں حکم:

مسجد میں ٹھرنا:

حائضہ عورت کے لیے مسجد میں حتی کہ عیدگاہ میں نماز والی جگہ پر ٹھرنا حرام ہے، کیونکہ ام عطیہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتےہوئے سنا:

" نوجوان اوربالغ اور کنواری اور حیض والی عورتیں بھی عیدگاہ جائیں "

اور اس حدیث میں ہے:

" حائضہ عورتیں نماز والی جگہ سے علیحدہ اور دور رہیں "

متفق علیہ.

چھٹا حکم:

جماع:

حائضہ عورت کے خاون پر حالت حیض میں بیوی سے جماع کرنا حرام ہے اور حائضہ عورت کے لیے حرام ہے کہ وہ خاوند کو ایسا کرنے دے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور یہ لوگ آپ سے حیض کے متعلق دریافت کرتے ہیں، کہہ دیجئے یہ گندگی ہے اس لیے حالت حیض میں عورتوں سے علیحدہ اور دور رہو، اور ان کے پاك صاف ہونے سے قبل ان کے قریب نہ جاؤ .

المحیض سے مراد وقت کا وقت اور جگہ یعنی شرمگاہ ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جماع کے علاوہ باقی سب کچھ کرو "

صحیح مسلم.

اور اس لیے بھی کہ حائضہ عورت سے فرج میں جماع کرنے کی حرمت پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے.

جس شخص کی شہوت زیادہ ہو اس کے لیے بیوی کے ساتھ بوس و کنار اور معانقہ اور مباشرت کرنا جائز ہے، لیکن یہ سب کچھ شرمگاہ سے اوپر والے حصہ میں ہوگا، اور بہتر یہی ہے کہ وہ گھٹنے سے لیکر ناف تك کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لے تا کہ حرام کام سے اجتناب ہو.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

میں حیض کی حالت میں ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تہہ بند باندھنے کا حکم دیتے تو میرے ساتھ آپ مباشرت کرتے "

متفق علیہ.

ساتواں حکم:

طلاق:

خاوند کے لیے بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینی حرام ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کی ابتدا میں طلاق دو .

یعنی ایسی حالت میں طلاق دو کہ طلاق کی عدت معلوم ہو سکے، اور یہ اس وقت ہی ہو سکتا ہے جب انہیں حمل یا طہر جس میں جماع نہ کیا ہو طلاق دی جائے، کیونکہ جب حالت حیض میں طلاق دی جائیگی تو اس کی عدت کی ابتدا نہیں ہوئی، اس لیے کہ جس حیض میں اسے طلاق ہوئی ہے وہ عدت میں شمار نہیں ہوگا، اور جب طہر میں جماع کے بعد طلاق دی جائے گی تو بھی اس کی معلوم عدت شروع نہیں ہوگی، کیونکہ یہ علم نہیں کہ آیا اس جماع سے حمل ہوا ہے تا کہ اس کی عدت حمل شمار ہو، یا حمل نہیں ہوا کہ اس کی عدت حیض شمار ہو.

اس لیے جب عدت کی قسم کا یقین نہیں ہوا تو اس کے لیے واضح ہونے سے قبل طلاق دینی حرام ہے.

چنانچہ مندرجہ بالا آیت کی بنا پر حائضہ عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، اور اس لیے بھی کہ صحیحین وغیرہ میں حدیث مروی ہے کہ:

ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور فرمانے لگے:

" اسے کہو کہ وہ بیوی سے رجوع کر لے، اور اسے طہر تك روک کر رکھے، اور پھر حیض آئے پھر پاك صاف ہو، پھر اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اسے جماع سے قبل طلاق دے، یہی وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالی نے حکم دیا کہ ہے عورتوں کو اس میں طلاق دی جائے "

اس لیے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے گا تو وہ گنہگار ہے، اسے اس عمل سے توبہ کرنی چاہیے، اور وہ اسے اپنی عصمت میں واپس لائے تا کہ اسے شرعی اور اللہ تعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق طلاق دے، اس لیے اس سے رجوع کے بعد اپنے پاس رکھے حتی کہ وہ اس حیض سے پاك ہو جائے جس میں طلاق دی تھی، پھر دوبارہ حیض آئے تو طہر آنے کے بعد چاہے تو اپنے پاس رکھے اور چاہے جماع کرنے سے قبل طلاق دے، حیض میں دی گئی طلاق شمار ہوگی.

حیض میں طلاق کی حرمت سے تین قسم کے مسائل مستثنی ہیں:

اول:

اگر طلاق بیوی سے خلوت سے قبل اور اس سے جماع کرنے سے قبل دی جائے تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس پر اس حالت میں عدت نہیں ہے، تو اس طرح اسے طلاق دینا اللہ تعالی کے فرمان:

تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو .

کے مخالف نہیں.

دوم:

اگر حمل کی حالت میں حیض ہو.

سوم:

اگر طلاق عوض ہو، تو حالت حیض میں طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں.

اور حالت حیض میں نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اصل میں حلت ہے، اور اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں، لیکن حالت حیض میں عورت کی رخصتی کے متعلق یہ دیکھا جائیگا کہ اگر تو مرد کے متعلق یہ علم ہو کہ وہ اس سے جماع نہیں کرےگا تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر وہ صبر نہیں کر سکتا تو اس کی رخصتی طہر کے بعد کرنی چاہیے تا کہ کہیں ممنوع اور حرام کا ارتکاب نہ ہو.

آٹھواں حکم:

طلاق کی معتبر عدت - یعنی حیض میں -

اگر مرد اپنی بیوی کو جماع یا خلوت کے بعد طلاق دے تو اگر اسے حیض آتا ہو اور حاملہ نہ ہو تو عورت کے لیے مکمل تین حیض عدت گزارنا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور طلاق والی عورتیں تین حیض انتظار کریں .

یعنی تین حیض.

اور اگر حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے، چاہیے حمل کی عدت زیادہ ہو یا کم، اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں.

اور اگر عورت کو بڑھاپے یا رحم کے آپریشن کی بنا پر حیض نہ آتا ہو یا پھر وہ عورت جسے حیض آنے کی امید ہی نہ رہی ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور تمہاری وہ عورتیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں، اگر تم شبہ میں پڑ جاؤ، اور وہ جنہیں حیض نہیں آیا ان کی

عدت تين ماه ہے .

اور اگر وہ عورتيں حيض والياں تو ہيں ليكن كسى معلوم سبب مثلا بيمارى، يا رضاعت وغيره كى بنا پر ان كا حيض بند ہے تو وہ عدت ميں ہى رہے گى حتى كہ حيض آ جائے، چاہے يہ مدت كتنى بھى لمبى كيوں نہ ہو جائے، اور اگر سبب ختم ہو جائے اور پھر بھى حيض نہ آئے مثلا وہ بيمارى سے شفاياب ہو جائے يا پھر رضاعت ختم ہو جائے ليكن حيض نہ آئے تو وہ سبب ختم ہونے كے بعد ايك برس عدت گزارےگى، صحيح يہى قول يہى ہے جو شرعى قواعد و اصول پر منطبق ہوتا ہے.

كيونكہ جب سبب زائل ہو جائے اور حيض نہ آئے تو وہ اس كى طرح ہو گى جس كا حيض كسى غير معلوم سبب كى بنا پر رك گيا ہو، اور جب كسى غير معلوم سبب كى بنا پر حيض رك جائے تو وہ عورت ايك سال عدت گزارے گى نو ماہ تو حمل اور تين ماہ عدت كے.

ليكن اگر طلاق عقد نكاح اور دخول اور خلوت سے قبل ہوئى ہو تو پھر مطلقا عدت نہيں ہے، نہ تو حيض كى اور نہ ہى كوئى اور كيونكہ اللہ سبحانہ وتعالى كا فرمان ہے:

اے ايمان والو جب تم مؤمن عورتوں سے نكاح كرو اور پھر انہيں چھونے سے قبل ہى طلاق دے دو تو پھر تمہارے ليے ان پر كوئى عدت نہيں جو شمار كرو .

نواں حكم:

برات رحم:

يعنى رحم سے خالى اور برى ہونا، يہ اس وقت ہو گا جب بھى برات رحم كى ضرورت پيش آئے، اس كے كئى ايك مسائل ہيں:

جب كوئى شخص فوت ہو اور اپنے پيچھے ايسى عورت چھوڑے جس كا حمل اس كا وارث ہو ( يعنى موت كے وقت حمل واضح نہ تھا اور عدت گزرنے تك واضح نہ ہوا اور نہ ہى حيض آيا ) اور وہ عورت خاوند والى ہو ( يعنى اس نے خاوند فوت ہونے كے بعد اور شادى كر لى ) تو اس كے خاوند اس عورت سے اس وقت تك تعلقات قائم كرنے اور ہم بسترى كرنى جائز نہيں حتى كہ حيض نہ آ جائے، يا پھر حمل واضح نہ ہو جائے، اگر تو اس كا حمل واضح ہو جائے تو ہم اس كے وارث ہونے كا حكم لگائيں گے، كہ جس كا وارث بنا جا رہا ہے اس كى موت كے وقت يہ حمل موجود تھا، اور اگر حيض آ جائے تو ہم اس كے وارث نہ بننے كا حكم لگائيں گے، كہ حيض كى بنا پر برات رحم ہوا ہے.

دسواں حكم:

غسل واجب ہونا:

حائضہ عورت جب حیض سے پاك صاف ہو ہو اور اسے طہر آ جائے تو اسے سارے بدن کی طہارت کے لیے غسل کرنا فرض ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ تعالی عنہا کو فرمایا تھا:

" لہذا جب تمہیں حیض آئے تو نماز ترک کردو، اور جب حیض ختم ہو جائے تو پھر غسل کر کے نماز ادا کرو "

صحیح بخاری.

غسل میں کم از کم واجب یہ ہے کہ سارے جسم پر پانی بہایا جائے حتی کہ بالوں کے نیچے تك پہنچے، اور افضل یہ ہے کہ غسل حدیث میں بیان کردہ طریقہ کے مطابق کیا جائے.

اسماء بنت شکل رضی اللہ تعالی عنہا نے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے غسل کے متعلق دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تم میں سے کوئی ایك عورت اپنی بیری اور پانی لیکر اچھی طرح وضوء کرے اور پھر اپنے سر پر پانی بہائے اور اچھی طرح ملے حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تك پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی بہائے، اور پھر خوشبو میں لتھڑی ہوئی روئی یا کپڑا لیکر اس سے پاکی اور طہارت حاصل کرے.

اسماء رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہیں: اس سے کیسے طہارت حاصل کرے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ!

تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اسماء کو کہا: تم خون والی جگہ پر رکھو "

صحیح مسلم.

حائضہ عورت کے لیے اپنے بالوں کی میڈیاں کھولنا ضروری نہیں، لیکن اگر پوری قوت سے بنائی گئی ہوں اور خدشہ ہو کہ پانی جڑوں تك نہیں پہنچےگا تو پھرکھول لے.

صحیح مسلم میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہےکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

" میرے سال کے بال بہت زیادہ شدید ہیں کیا میں غسل جنابت کے لیے بال کھولا کروں ؟

اور ايك روايت ميں ہے كہ:

كيا حيض اور غسل جنابت كے ليے كھولا كروں ؟

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

نہيں، بلكہ اتنا ہى كافى ہے كہ تم اپنے سر پر تين چلو پانى ڈال لو اور پھر سارے بدن پر پانى بہاؤ تو اس طرح تم پاك ہو جاؤ گى "

اور جب عورت نماز كے وقت كے دوران پاك ہو جائے اور اسے طہر آئے تو اسے غسل كرنے ميں جلدى كرنى چاہيے تا كہ نماز بروقت ادا كر سكے، اور اگر وہ سفر ميں ہو اور اس كے پاس پانى نہ ہو، يا پانى تو ہو ليكن اس كے استعمال سے نقصان كا انديشہ ہو، يا وہ مريض ہو اور پانى نقصان ديتا ہو تو وہ غسل كے بدلے تيمم كر كے نماز ادا كر لے، اور جب مانع زائل ہو تو غسل كرے.

كيونكہ بعض عورتيں نماز كے وقت كے دوران ہى پاك ہو جاتى ہيں، اور انہيں طہر آ جاتا ہے ليكن وہ غسل كرنے ميں دير كرتى ہيں حتى كہ دوسرى نماز كا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور وہ كہتى ہے كہ اتنے وقت ميں اچھى طرح اور مكمل صفائى اور طہارت نہيں ہو سكتى.

ليكن اس كى يہ بات حجت نہيں، اور نہ ہى عذر شمار ہوتا ہے، كيونكہ اس كے ممكن ہے كہ وہ غسل ميں اختصار سے كام ليتے ہوئے صرف واجب پر عمل كرے، اور نماز بروقت ادا كر لے، پھر اگر اسے زيادہ وقت ملے تو اچھى طرح طہارت اور غسل كرتى پھرے " انتہى.

عورت كو حيض آنے كى صورت ميں مرتب ہونے والے يہ چند ايك اہم احكام تھے جو ہم نے مندرجہ بالا سطور ميں بيان كيے ہيں.

ماخوذ از: رسالۃ فى الدماء الطبيعية للنساء. تاليف شيخ ابن عثيمين

واللہ اعلم .